پروفیسر اصغر علی شاہ
صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج
بوسن روڈ ملتان

مہارات زبان عربی کی تدریس کے مختلف طریقے

مداد تدریس کی تیاری اور وسائل تعلیمیہ کا استعمال

لسانیات کے ماہرین نے زبان کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ زبان آواز کے اس مربوط مجموعے کا نام ہے جس کے ذریعے ہم اپنی بات دوسروں کو سمجھاتے ہیں۔ آوازوں کا یہ باہمی ارتباط معاشرے میں باہم افہام اور اتصال کا ذریعہ ہے۔ زبان رموز ہائے اصوات کے مجموعہ کا نام ہے، نہ کہ کتابی صورت میں خطوط و رسوم کے مجموعہ کا زبان گفتگو ہے تحریر نہیں۔ زبان عادات و معمولات کا مجموعہ ہے۔ زبان خود اپنی ذات کی تدریس کا تقاضا کرتی ہے، نہ کہ اپنے متعلقات کی تدریس کا۔ زبان وہ ہے جسے اہلِ زبان بولتے ہیں، نہ کہ وہ جو کوئی شخص خیال کرے کہ اہلِ زبان کو اس طرح بولنا چاہیے۔ زبان کی مختلف تعریفوں میں ایک مفہوم بہرحال مشترک ہے اور وہ یہ کہ زبان کی اصل اور ابتدائی صورت گفتگو ہی ہے، جسے دوسرے سنتے ہیں۔ لہٰذا سماعت کا عمل ہی زبان سیکھنے کا فطری عمل ہے جس کی واضح مثال ان پڑھ اشخاص کا دوسرے ملکوں میں رہ کر روانی کے ساتھ وہاں کی زبان کا بولنا۔ نیز بچوں کا سماعت کے ذریعے پہلے زبان کو سیکھنا اور پھر بتدریج مشق سے آسے بولنا ہیں۔ نیز دنیا میں تحریر میں آنے والی زبانیں چند ایک ہی ہیں، جبکہ استماع و نطق کے ذریعے استعمال میں آنے والی بولیاں ہزاروں ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ مہاراتِ زبان چار ہیں۔ استماع، نطق، قرأت اور کتابت۔ ان میں سے مہارات استماع وتکلم ایک ہی چیز ہیں۔ پس عربی زبان کی تدریس کرتے ہوئے استماع و تکلم میں ہمیں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ عربی اصوات کی پہچان،

حرکات قصیرہ اور حرکات طویلہ میں فرق قریب المخرج اصوات میں فرق واضح کرنے کے لئے ہمیں طریقۃ الازواج ، تمیز اصوات بالقائمہ و الکتابت ، تجزی کلمہ اور طریقۂ عشوائیہ اختیار کرنے چاہئیں جبکہ مخارج کی وضاحت کرنے کے لئے استاد کا خود مخارج سے واقف ہونا، آئینوں کا استعمال جہاز النطق کی ترسیم ، طریقۂ املاء اصوات کے حیاتِ انسانی میں پیدا ہونے والی آوازوں کے نمونے مواقع بدل بدل کر آوازوں سے بنے ہوئے حروف کسی مشق وغیرہ کے ذریعے کرنی چاہیئے ، جن میں سے کسی ایک پر بھی ہم کاربند نہیں ہیں ۔ ہر دو زبانوں میں جن میں سے ایک ہماری اپنی ہے اور دوسری وہ جس کی تدریس ہم کر رہے ہیں ۔ کچھ اصوات تو متشابہ ہوتی ہیں ، کچھ متقارب اور کچھ متباعد ۔ پھر ایک ہی زبان کے کئی لہجے ہوتے ہیں ۔ ان میں سے کون سا لہجہ تدریس کے وقت اختیار کرنا ہے ، اس کا فیصلہ بھی پہلے ہی ہونا چاہیے ۔ نبر و تنغیم کی تدریس کے لئے ہاتھ کی تحریک ، رسوم و خطوط کے کے ذریعے نغمات ھابطہ اور صاعدہ کی وضاحت تقطیع کے ذریعے الفاظ اور پھر جملے کی تدریس ، موسیقی کے ذریعے اس کی وضاحت اور پھر محاکات و تکرار کے ذریعے اس کی مشق ہونی چاہیئے ۔ لیکن عربی زبان کی تدریس کے سلسلہ میں ان میں سے ہم کچھ بھی نہیں کرتے ۔ استماع و نطق کے بعد قرأت کا مرحلہ آتا ہے ۔ اس پر ہمارا بہت زیادہ زور ہوتا ہے ۔ لیکن قرأت کا مطلب صرف کتاب کھول کر طالب علموں کے سامنے سبق کی قرأت کر دینا اور انہیں جملوں کے اپنی زبان میں معانی بتا دینا ہی نہیں ہے بلکہ قرأت کے بھی کچھ طریقے ہیں ۔ ایک طریقہ ترکیبیہ ہے اور دوسرا کلیہ ۔ ان میں سے بھی کوئی طریقہ ہمارے مدِ نظر نہیں ہوتا ۔ یہ خیال کئے بغیر کہ طلبہ خود قرأت کے قابل ہوئے یا نہیں ۔ ہم انہیں فقروں کے معانی رٹ لینے پر زور دیتے ہیں ۔ آخری مرحلہ کتابت کا ہے ۔ عربی کی تدریس کرتے ہوئے املا منقول ، منظور اور استماعی کی کبھی بھی نوبت نہیں آتی ، نہ ہی کبھی ہمزہ وصل و قطع کی کتابت کرتے وقت اُن کی وضاحت کی جاتی ہے ۔ نہ الف مقصورہ اور الف ممدودہ کی شرح ، اور نہ ہمزہ اور الف کا فرق سمجھایا جاتا ہے ۔

وجہ ان سب کوتاہیوں کی یہ ہے کہ ہم صدیوں سے ایک ہی ڈگر پر چل رہے ہیں - عربی کی تعلیم کے پرانے طریقے ہم نے اپنائے ہوئے ہیں - اور نئے طریقوں سے ہم ناآشنا ہیں - یا انہیں دانستہ طور پر استعمال نہیں کرتے، جائزہ لینا ہوگا کہ تدریس زبان کے آج کل دنیا میں کون کون سے طریقے رائج ہیں - اولاً تو قدیم طریقہ ہے جو ہمارے تمام دینی مدارس میں قرنہا سے رائج ہے - یعنی طریقۂ قواعد و ترجمہ - اسے ان زبانوں کی تدریس کے لئے اولاً اختیار کیا گیا ، جن کے بولنے والے اب باقی نہیں رہے - البتہ ان زبانوں میں لکھی ہوئی کتابیں موجود ہیں - دینی ثقافت اور کلاسیکی ادب کو سمجھنے کے لئے ان کی تدریس ضروری ہے - مثلاً یورپ میں یونانی اور لاطینی زبان ہندوستان میں سنسکرت اور عالم اسلام میں عربی اور فارسی زبان - ان زبانوں کی تدریس کے لئے قواعد وضع ہوئے - ان کی اصطلاحات بنائی گئیں ، اور پھر تدریس کے وقت ان زبانوں میں کی تحریروں میں آنے والے جملوں پر بحث منطقیانہ انداز میں اختیار کی گئی - اجنبی زبانوں سے مقامی زبان اور مقامی زبان سے اجنبی زبانوں میں ترجمہ سکھایا گیا اور اسی طرح دونوں زبانوں کی ڈکشنریوں کو استعمال میں لایا گیا - یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ وہ زبانیں مردہ ہو چکی تھیں - ان میں بولنے والے اور بولتے ہوئے سننے والے موجود نہ تھے - اس لئے سوائے اس کے چارہ کار نہ تھا کہ قدیم مذاہب ثقافات اور ادب کو سمجھنے کے لئے یہی طریقہ قواعد و ترجمہ اختیار کیا جائے - مگر وقت کی ستم ظریفی اور اساتذہ کی خوش فہمی کا کیا کیا جائے کہ انہوں نے عربی جو کہ ایک زندہ زبان ہے اور ۲۲ عرب ممالک میں بولی جاتی ہے اس کی تدریس کے لئے بھی یہی انداز اختیار کیا - اور اب تک سختی کے ساتھ وہ اسی طریقہ پر کاربند ہیں - وہ قواعد کو منطق کا حصہ سمجھتے ہوئے اب بھی اس کے تدریس منطقیانہ انداز ہی میں کرتے ہیں - غریب طالب علم کے سامنے قواعد کے مصطلحات کا ڈھیر لگا دیتے ہیں - اور پھر اس سے چاہتے ہیں کہ وہ ان غیر فطری جملوں کو فطری طور پر استعمال کر کے دکھالیں - تاویلات میں الجھا کر اس سے پہیلیاں بجھوانے اور ابجدی قفل کھلوانے کی کوشش کرتے ہیں نہ نطق سلیم کی طرف توجہ دیتے ہیں - ماسوا ان طالب علموں کے جنھوں نے قرآن حکیم کا قاری بننا

ہو ، اور نہ ہی کبھی گفتگو کی عام زبان لکھانے کی کوشش کرتے ہیں ۔کلمات و الفاظ کے چناؤ میں درجہ بندی کا مطلق خیال نہیں رکھتے ۔ ترجمہ میں ڈکشنری کو بار بار استعمال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ، جبکہ معلوم ہے کہ ایک لفظ مختلف انداز میں اور مختلف سیاق و سباق میں جس طرح استعمال میں آتا ہے ، ویسے بعینہ دوسری زبان میں نہیں آتا ۔ حرف بحرف ترجمہ کرانے کی سعی کی جاتی ہے ، جو ایسی فاش غلطی ہے جس کے ثبوت کی ضرورت نہیں ۔ اگرچہ اس طریقہ تدراس کے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن اس کی خامیاں اس قدر زیادہ ہیں جن کی وجہ سے اس طریقے کی نا کامی اظہر من الشمس ہے ۔

طریقہ قواعد و ترجمہ کی نا کامی واضح ہو جانے کے بعد طریقہ مباشرہ کو وجود میں لایا گیا ۔ اس کی دو شاخیں ہیں ۔ بیرلیتز سکول Berlitz school اور مائیکل ویسٹ سکول Michal West School بیرلیتز سکول کے اساتذہ نے قرأت و کتابت کی بجائے استماع و نطق یعنی اولا شعوری تعلیم پر زور دیا کہ "گیارہ اوامر اور گیارہ نواہی کہ ترجمہ نہ کرو بلکہ تمثیل کے ذریعے وضاحت کرو ۔ وضاحت لفظی نہ کرو ، بلکہ حرکات جسمانی سے وضاحت کرو ، لیکچر نہ دو بلکہ سوالات کرو ، اغلاط کا پیچھا نہ کرو بلکہ درستی کرو ۔ مفرد کلمات نہ بولو بلکہ انہیں جملوں میں استعمال کر کے بولو ، خود زیادہ نہ بولو ، طالب علموں کو زیادہ بلوانے کی کوشش کرو ، کتاب استعمال نہ کرو بلکہ اپنا تیار کردہ سبق استعمال میں لاؤ ، جلد بازی نہ کرو بلکہ طالب علموں کی چال کی تیزی دیکھو ، سستی سے کام نہ لو بلکہ فطری طریقہ سے بولو ، تیزی سے نہ بولو بلکہ طبعی طریقہ سے بولو ، بہت اونچی آواز سے نہ بولو اور غصہ نہ کرو بلکہ تدریس زبان کی خرابیوں کا معالجہ صبر و استقلال سے کرو ۔

قرأت کے لئے ان کا اسلوب یہ ہے کہ پہلے اونچی آواز میں استاد جملہ پڑھتا ہے ، پھر طالب علم ۔ استاد اس کی اغلاط درست کرتا ہے اور پھر طالب علم مکمل جملہ دھراتا ہے ۔ سبق کی قرأت کے بعد استاد پانچ سوال کرتا ہے ۔ طالب علم ان کا جواب دیتا

ہے ، پھر طالب علم پانچ سوال کرتا ہے اور استاد جواب دیتا ہے ۔ تدرج کو مد نظر رکھتے ہوئے اسباق تیار کئے جاتے ہیں ۔ اولاً ایسے الفاظ چنے جاتے ہیں جن کے معانی کا تمثیل کے ذریعے مفہوم ممکن ہو ۔ مادری زبان کو بالکل استعمال میں نہیں لایا جاتا ۔ اور قواعد کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے ۔ مائیکل ویسٹ کے مدرسہ کے اساتذہ نطق سکھانے کے لئے اصوات و الفاظ کے کیسٹ تیار کرتے ہیں ۔ تدریس کے لئے اولاً مفردات کی درجہ بندی کر کے ان کے مطابق اسباق تیار کرتے ہیں اور قواعد کی تدریس بھی ابتدا ہی سے کرتے ہیں ، مگر اس طرح نہیں جیسے طریقہ ترجمہ والے کرتے ہیں ، بلکہ تدریس قواعد کے لئے بھی وہ طریقہ عشوائی اختیار کرتے ہیں ۔ اگرچہ اس طریقہ میں بھی خامیاں ہیں کہ اجنبی زبان کو بھی مادری زبان سمجھ لیا جاتا ہے ۔ بڑے طالب علموں کو بچہ تصور کر لیا جاتا ہے اور ایک ماحول کی تطبیق دوسرے ماحول پر کی جاتی ہے ۔ غلط سیکھے ہوئے قواعد تا عمر غلط ہی رہتے ہیں ۔ لیکن اس کی خوبیاں اتنی زیادہ ہیں کہ آج کل تمام دنیا میں اسی طریقہ کو زیادہ تر استعمال کیا جا رہا ہے ۔

نہایت مختصر وقت میں فوجیوں کو بہت جلد غیر ملکی زبانیں سکھانے کے لئے امریکیوں نے طریقہ قرأت ایجاد کیا ، جس میں محاکات ، تکرار ، ترجمہ ، تناوب ، تکرار مقطع ، محادثہ کی تمارین اور مراجعت ماسبق پر زور دیا ، لیکن اس کے لئے انہوں نے مسلسل کئی گھنٹے روزانہ کی تدریس اور زیادہ سے زیادہ آٹھ دس طالب علموں کی جماعت ہونے پر زور دیا ۔ لیکن اس طریقہ کے ذریعے طالب علم صرف قرأت کی زبان ہی سیکھ پاتا ہے ، لکھنا اور بولنا نہیں ۔

چوتھا طریقہ سمعیہ بصریہ کہلاتا ہے ۔ اس طریقہ میں اولاً اصوات ، پھر جملوں اور پھر الفاظ کی تدریس پر زور دیا جاتا ہے ، جنھیں حقیقی مواقف میں تمثیلی انداز میں پیش کیا جاتا ہے ۔ سمعی بصری وسائل تعلیمی سے مدد لی جاتی ہے ۔ اسباق اور ان کی مشقیں تدرج کو مد نظر رکھ کر تیار کی جاتی ہیں ۔ طالب علم کو بتغاوی طریقوں سے حقیقی استعمال کے مرحلہ میں لایا جاتا ہے ۔ کتابی زبان کی طرف

طالب علم کو کافی مدت بعد لایا جاتا ہے ۔

مدرسہ منہج علمی ، طب نفسیات وغیرہ کی طرح تدریس زبان بھی اب ایک ایسا علم بن گیا ہے جس کی تطبیق تمام عالم میں کی جا رہی ہے ۔ یورپ اور امریکہ میں اساتذہ کی ایسی انجمنیں بن گئی ہیں جن کا کام ہی تدریس زبان کے فن کو آگے بڑھاتے رہنا ہے ۔ اس سلسلہ میں کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں ۔ دنیا بھر کے نامور اساتذہ مقالے پڑھتے ہیں ۔ ان مقالات کو دنیا میں کتابی شکل میں عام کیا جاتا ہے ۔ اور تعلیم کے میدان میں کی ہوئی تحقیقات اور تعلیم کو مزید بہتر بنانے کی تدبیروں کو عام کیا جاتا ہے ، کہ تدریس کے لئے ان کی تطبیق کی جائے ۔ اس سلسلہ میں میں وہ ان سترہ باتوں کو مد نظر رکھتے ہیں ۔ (کتابت سکھانے سے پہلے گفتگو کی تعلیم (۲) اساسی جملے (۲) عادات کی شکل میں الفاظ و جمل کے نمونے (۴) نظام صوتی کا استعمال (۵) مفردات پر تسلط (۶) دو زبانوں کی مشکلات کی تدریس (۷) کلام کی تمثیل کی مانند کتابت (۸) الفاظ و اسباق کی منصوبہ بندی میں تدرج (۹) زبان اور ترجمہ کی مشق (۱۰) حقیقی زبان کے نمونے (۱۱) روزانہ کی مشق (۱۲) ماحول کی تبدیلی کی درجہ بندی (۱۳) طالب علم کی قبولیت کی تیزی اور اسلوب (۱۴) فوری عزت افزائی (۱۵) زبان کی جدید ثقافت کا شعور (۱۶) مواد کا طالب علم کے زمانے کے مطابق ہونا (۱۷) تعلم کا بنیادی نتیجہ ہونا ۔

اس سلسلہ میں وہ طالب علم ، مدروس مواد وسائل تعلیمیہ ، مدرس اور فضائے مدرسہ کو بھی مد نظر رکھتے ہیں ۔ طالب علم کے لئے اسباق اُس کی عمر اور تعلیمی معیار کو مد نظر رکھ کر تیار کئے جاتے ہیں ۔ ان اسباق میں جس قدر ممکن ہو وسائل تعلیمی استعمال میں لائے جاتے ہیں ، اُستاد کے لئے لازمی قرار دیا جاتا ہے کہ وہ جو زبان پڑھا رہا ہے ، اُس کا ماہر ہو ۔ اس زبان کی اصوات کی مشکلات کا علاج جانتا ہو ۔ اُس زبان کی ثقافت زندگی گذارنے کے طریقے سے واقف ہو ۔ تدریس زبان کے طریقوں کا ماہر ہو ، وسائل تعلیمی کے استعمال سے واقف ہو ، مدرسہ کی فضا کو اُس

زبان کے ملک جیسا بنانے کی کوشش کی جائے۔

وسائل تعلیمہ کا استعمال قدیم زمانہ سے ہے۔ خاص طور پر تختہ سیاہ کا استعمال صدیوں سے جاری ہے۔ لیکن ہمارے مدرسوں کے اساتذہ خاص طور پر عربی کی تدریس کے سلسلہ میں اس سے آگے نہیں بڑھتے، جبکہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ اور ہر دن نئے وسائل وجود میں آ رہے ہیں، اور ان کو استعمال میں لایا جا رہا ہے، کیونکہ ان کے فوائد بے شمار ہیں۔ ان کے ذریعے اصوات و الفاظ پر غلبہ پایا جا سکتا ہے۔ تعلیم کو زیادہ اثر پذیر بنایا جا سکتا ہے۔ طالب علموں کے شوق اور توجہ کو زبان سیکھنے کی طرف متعین کیا جا سکتا ہے۔ ہر طالب علم میں زبان سیکھنے کی ذاتی دلچسپی پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس کی فکر میں استمرار پیدا کیا جا سکتا ہے۔ توجہ میں دیر پا تاثیر پیدا کی جا سکتی ہے۔ استاد کے لئے تعلیم اور شاگرد کے لئے تعلیم کو آسان بنایا جا سکتا ہے۔ تعلیمی تجربات سے فائدہ اٹھانے کی رغبت دلائی جا سکتی ہے۔ اور طالب علم کے ذخیرۂ الفاظ کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ کمپوٹر، وی سی آر، ٹی وی وغیرہ نے اس کے فوائد کو مزید دو چند کر دیا ہے کہ وہ بیک وقت مدرسہ کام بھی کرتے ہیں اور مدرس کا بھی۔ مدرس کے مددگار بھی ہیں۔ اور اگر استاد ان ٹرینڈ ہے تو اس کے لئے تدریس کا کام بھی کرتے ہیں۔ ٹی وی کا مدرسہ زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے، اس سے بیک وقت ہزار ہا طلبہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہر لحاظ سے اس کی اہمیت یہ ہے کہ تمام وسائل تعلیمیہ کو بیک وقت استعمال میں لاتی ہے۔ طبعی ماحول پیدا کرتے ہیں اس پر تدریس کی جا سکتی ہے۔ ہمارے پاس ٹی وی کا سبق تیار کرنے کے لئے بہت زیادہ وقت ہوتا ہے۔ ہم ماہرین اساتذہ کے تجربوں سے اس کے ذریعے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ طلبہ پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ وقت کے مطابق پروگرام تیار کئے جاتے ہیں۔ نئے طریقوں سے تعلیم دی جاتی ہے۔ زندہ ماحول میں تعلیم دی جاتی ہے اور تربیت یافتہ کردار مثالی نطق کے ساتھ اسباق تمثیلی انداز میں پیش کرتے ہیں۔

اگرچہ ٹی وی وغیرہ کے ذریعے تعلیم میں کچھ نقائص بھی ہیں، کہ اس میں

کلاس روم سا ماحول نہیں - طالب علم کی طرف سے کوئی قبولیت کا ثبوت نہیں - ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ طالب علم باقاعدگی سے اسباق سن رہے ہیں ، تمسارین حل کر رہے ہیں یا نہیں - لیکن اس کے مندرجہ بالا فوائد بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں -

اگرچہ وسائل تعلیمیہ کی اہمیت اس دور میں بہت بڑھ گئی ہے - مگر ترقی پذیر ملکوں کے اساتذہ خاص طور پر عربی کے مدرسین ان کے استعمال سے بچنے کی کیوں کوشش کرتے ہیں - ان کی کچھ وجوہات ہیں - مدرسین کی تنخواہیں قلیل ہیں ، اور انہیں پڑھانے کے لئے کثیر تعداد ملی ہوئی ہے - گھر پر اسباق تیار کرنے کے لئے ان کے پاس وقت ہے نہ سرمایہ - وہ معمولی قیمت میں دستیاب وسائل کے خریدنے کی استعداد نہیں رکھتے چہ جائیکہ وہ کیسٹ ، ٹیپ ریکارڈر ، ٹی وی ، فلم وغیرہ کا بند و بست کریں - حکومت بھی غریب ہے ، اس کے وسائل محدود ہیں - ہزاروں کی تعداد میں مدرسوں کو وہ یہ وسائل فراہم نہیں کر سکتی - ملک بھر میں ایک بھی زبان کی مختبر language labooratory موجود نہیں - وسائل کے طور پر استعمال ہونے والے آلات اگر خراب ہو جائیں تو انہیں درست کرنے والے موجود نہیں - فالتو پرزے دستیاب نہیں - اساتذہ ان کے استعمال کے طریقے نہیں جانتے ، بجلی کا بار بار غائب ہو جانا ایک اور دشواری ہے - اسباق تیار کرنے کے لئے جس مواد کی ضرورت ہوتی ہے وہ ہر وقت بازار میں دستیاب نہیں ہوتا - اور سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اساتذہ وسائل تعلیمیہ سے حسد کرتے ہیں کہ ان کے استعمال سے اساتذہ کی اپنی اہمیت طالب علموں کی نگاہوں میں گھٹ جاتی ہے - ان سب باتوں پر درست منصوبہ بندی کے ذریعے قابو پایا جا سکتا ہے - وسائل تعلیمیہ کے طور پر لازم نہیں کہ عظیم اور قیمتی مشینیں ہی استعمال میں لائی جائیں - استاد اگر محنت کرنے پر تیار ہو تو وہ اپنے وسائل تعلیمیہ بھی مہیا کر سکتا ہے ، جن پر بہت کم خرچ ہو - لیکن اولین بات عربی زبان کے اساتذہ کا اس مقصد کے لئے ذہنی طور پر تیار ہونا ہے - اب ہم دیکھتے ہیں کہ سستے مہنگے کون کون سے تعلیمی وسائل ہیں -

زندگی کے اجتماعی تجربات کے طریقے سے براہِ راست تدریسی فائدہ اٹھانے کے لئے زبان کے ماہرین سے ملاقات اور طلبہ کے مقابلے، مختلف مقامات کے دورے، سیاحت۔ حقیقی طور پر حقیقی ماحول میں جا کر تدریس، سکاؤٹنگ کیمپ، خدمت عامہ کے منصوبے، عملی کام اور تجربے کرنا ان سب اعمال کو وسائل کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اپنے پاس سے تیار کردہ اشیاء کے طریقہ سے تدریسِ زبان کے تجربات جو براہ راست نہیں ان میں گراف، تصویر، کھدائی، دیواروں کی تصاویر، مختلف اشیاء کا جمع کرنا، مختلف قسم کی معلومات کا جمع کر کے انہیں جوڑنا، ڈرامہ، اشیاء کا بنانا اور کھیلوں کے ذریعے تدریس شامل ہیں۔

سمعی بصری وسائل میں نقشوں، علامتوں کا استعمال، حقیقی اشیاء، ماڈل، تصاویر، ساکت فلم، متحرک فلم، سینما، ٹیپ ریکارڈر اور کیسٹس، ریڈیو، ٹیلی ویژن ہیں اور سب سے آخر میں الفاظ و حروف کے ذریعے زبان سے متعلق معلومات حاصل کرنا جس میں کتابیں، رسالے، اخبارات، اساتذہ کے لیکچر، تعلیمی کانفرنسیں، مباحثے، خطوط، مقالے، تقریریں آتی ہیں۔ لیکن ان کا کثیر استعمال اس وقت ہوتا ہے جب طالب علم زبان کو سیکھنے کے مرحلے سے گذر چکا ہوتا ہے۔

وسائل تعلیمیہ کی ایک اور تقسیم بھی ہے۔ استماع کے لئے استعمال ہونے والے وسائل تعلیمیہ میں زبان بولنے والے مرد و خواتین کی آوازوں میں بھرے ہوئے اسباق کے گراموفون ریکارڈ ہیں، اور کیسٹیں ہیں، جنہیں گراموفون یا ٹیپ ریکارڈروں پر سنا جا سکتا ہے۔ یا پھر مدرسہ میں عربی زبان کی تدریس کے لئے ایک مختبر اللغة language laboratory کا ہونا ضروری ہے تا کہ طلبہ ان اصوات کو بار بار سن کر انہیں صحیح مخارج سے ادائیگی کے بعد بولنے پر حاوی ہو سکیں۔ طلبہ کو نطق سکھانے کے لئے سکول میں سکول سے متعلق اور ملک سے متعلق اہم خبروں کا بورڈ ہونا لازمی ہے۔ اس کے علاوہ صحیح اصوات و تلفظ سکھانے کے لئے چارٹ بھی تیار کئے جا سکتے ہیں۔ ایسے دیواروں پر آویزاں تصاویر کے ذریعے ان کے متعلق اظہار خیال بھی نطق سکھانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور تختہ سیاہ پر لکھے ہوئے جملوں کا بار بار اعادہ بھی وقت سے متعلق باتیں بنانے کے لئے کلاک ڈائل کو استعمال میں

لایا جا سکتا ہے ۔ سلائیڈوں اور فلم کے ٹکڑوں کے ذریعے بھی یہ کام سر انجام دیا جا سکتا ہے ۔ سبق کو تمثیلی انداز میں پیش کرنا ، زبان سکھانے کی کھیلیں کھیلنا اور باہر کے ٹرپ لگانا یہ سب اعمال تدریس زبان کے لئے بہت مفید اور سازگار ہیں ۔ مکالمے کرانا ، قواعد کی جملوں کے ذریعے طریقۂ راست سے مشق ، سن کر سبق کو دہرانا ، انہیں گھٹا کر اور بڑھا کر بیان کرنا ، ان میں تبدیلیاں کر کے انہیں بیان کرنا ، ذخیرۂ الفاظ کی مشقیں اور آخر میں آزادانہ اظہار کے ذریعے عربی زبان کے نطق پر طالب علموں کو حاوی کیا جا سکتا ہے ۔

قرأت کے ذریعے فلاش کارڈوں کا استعمال ، قرأۃ کی لیبارٹریوں کا استعمال ، مزاحیہ رسالوں اور پوسٹروں کا استعمال ، جماعت کے اخبار کی تیاری ، طالب علموں سے لغت تیار کرانا ۔ Tachistoscope جن کے ذریعے فلم کے ٹکڑوں کو سکرین پر دکھاتے ہیں ان کی بجائے چپک جانے والے کاغذ کے ٹکڑے بھی استعمال میں لائے جا سکتے ہیں ۔ قرأۃ سے متعلق تیار کردہ فلمیں اور Overhead Projected اور Opaque rojector کا استعمال سکھانے کے لئے نہایت مفید ہیں ۔

کتابت سکھانے کے لئے چاک بورڈ اور Overhead Projector بہت مددگار ثابت ہوتے ہیں ۔ املا کرانے والے ٹیپ ، خالی جگہوں کو حروف سے پُر کرنا ، خالی جگہوں کو الفاظ کے ذریعے پُر کرنا ، معمے حل کرنا ، ہجے سکھانے والی کھیلیں کھیلنا ، الفاظ کے سکھانے کے لئے ان اشیاء کی تصاویر بنانا یا خاکہ بنانا اور کتابت کے ذریعے اظہار خیال کرنا ایسے افعال ہیں ، جن کے ذریعے طالب علم زبان کی کتابت بطریق احسن سیکھ سکتا ہے ۔

سمعی بصری وسائل تعلیمیہ میں ٹیپ ریکارڈر ، ریڈیو ، متحرک و ساکن ٹی وی وی سی آر اور کمپیوٹر وغیرہ شامل ہیں ۔ ان کے علاوہ تدریس کی مشینیں بھی استعمال میں لائی جا رہی ہیں اور سمعی بصری لیبارٹریاں بھی بنائی جا رہی ہیں ، لیکن سب سے اہم بات تدریس زبان عربی کے سلسلہ میں اسباق کی تدریج کے ساتھ منصوبہ بندی اور اساتذہ کی جدید طریقوں سے ٹریننگ ہے ۔ نیز انہیں اس کام کے لئے بخوشی تیار کرنا ہے ، جو میرے خیال میں سب سے زیادہ دشوار کام ہے ۔

———:o:———